بحث ونظر

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

آخری قسط

عصر حاضر میں ثمن عرفی کیلئے معیار نصاب سونا ہے یا چاندی؟

(۳) غنا کی دو قسمیں ہیں ۱۔ وہ جس کی وجہ سے زکوٰۃ دینا لازم ہو جاتی ہے۔

۲۔ جس کی وجہ سے زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبۃ لینا ناجائز ہوتا ہے۔

لہذا ایک تولہ سونا' ایک گائے یا دیگر حوائج اصلیۃ سے زائد سامان والوں کے پاس جب ۲۰' ۳۰ روپے نقدی ملا کر اگرچہ نصاب بنتا ہے مگر بعض شرائط نہ ہونے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں لیکن ایسے شخص کے لئے زکوٰۃ کے پیسے لینا حرام ہے اگرچہ وہ زکوٰۃ لینے کا زیادہ محتاج ہو اور موجودہ دور میں ایسے لوگوں کی تعداد کثرت سے ہے جو زکوٰۃ وصول کرتے ہیں مگر ان کے پاس چاندی کے نصاب کے مطابق سرمایہ ہوتا ہے تو بناً بر نصاب' چاندی زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور یہ ضرر عظیم ہے۔

(۴) آج کل تقریباً ۹۸ فیصد گھروں میں چاندی کا نصاب موجود ہے۔ جس کی وجہ سے ان پر قربانی وغیرہ لازم ہے لیکن وہ نقدی نہ ہونے کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے وہ گناہ میں مبتلا ہیں۔

(۵) اسی طرح اگر کسی کے گھر میں بیوی یا شوہر کے پاس ایک تولہ سونا ہو اور ساتھ بارہ پندرہ روپے نقدی ہو اور کوئی قرض وغیرہ نہ ہو تو چاندی کے نصاب کے مطابق سال کے بعد موجودہ حساب سے زکوٰۃ لازمی ہے اور ۸۰ فی صد لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے جس کی وجہ سے گناہ کبیرہ میں ملوث ہیں۔

(۶) دور حاضر میں سرکاری ملازمین کی تنخواہ تقریباً اتنی ہوتی ہے کہ چاندی کے نصاب کو پہنچتی ہے لہذا اگر کوئی شخص عید الاضحیٰ سے ایک دن قبل تنخواہ لے لے اور یہی تنخواہ اس کے پاس عید کے دن تک رہے تو شرعاً اس پر قربانی لازم ہے جبکہ یہ تنخواہ اس شخص کا ماہانہ خرچہ بمشکل پورا کرتی ہے۔ لامحالہ یہ شخص قرض لینے پر مجبور ہوگا جو ضرر سے خالی نہیں۔ اور نہ ایسے لوگ قربانی کرتے ہیں جو کہ گناہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے اضرار اس میں موجود ہیں جو غور وفکر کرنے کے بعد معلوم ہو جاتے ہیں۔

علماً محقق کی آرأ:

اسلئے موجودہ حالات اور ان مضرات کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض محققین علماً نے سونے کو اموال تجارت اور موجودہ کرنسی کیلئے معیار نصاب قرار دیا ہے جن میں دور حاضر کے عظیم محقق علامۃ وھبہ الزحیلی بھی شامل ہیں چنانچہ آپ

فرماتے ہیں:

(۱) ویقدر نصابها کما بینا بسعر صرف نصاب الذهب المقرر شرعا وهو عشرون دینارا او مثقالاً و نختار ان یکون وزنها ذهبا ۸۵ غراماً...... و الاصح تقدیر نصاب الورقي بالذهب لانه المعادل لنصاب الانعام (الابل و البقر و الغنم) (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/۷۷۳) ترجمہ: اموال تجارت کا معیار نصاب سونے کو قرار دیا جائے جو شرعاً بیس دینار یا بیس مثقال مقرر ہے جس کا وزن ۸۵ گرام ہے اور آگے لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ موجودہ کرنسی کے لئے معیار نصاب سونا قرار دیا جائے اس لئے کہ یہ نصاب دیگر نصابوں کے برابر ہے (مثلاً گائے، بیل، وغیرہ کا نصاب)

(۲) اسی طرح موجودہ دور کے مشہور و معروف محقق علامہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں ویذهب علماً آخرون الى ان تقدیر النصاب یحب ان یکون بالذهب .... و یبدو لی ان هذا القول سلیم الوجة قوی الحجة۔ آگے لکھتے ہیں کہ

لهذا کان الاولى ان نقتصر على تقدیر النصاب فی عصرنا بالذهب و اذا کان التقدیر بالفضة انفع للفقرء و المستحقین فهو ا اجحاف بار باب الاموال و ارباب الاموال فی الاموال لیسو ا هم الرأسمالیین و کبار الموسرین بل هم جمهور الامة (فقہ الزکاۃ ۱/۲۶۴، ۲۶۵)

ترجمہ: اور دوسرے علماً معیار نصاب کو مقرر کرنے کے بارے میں سونے کی طرف گئے ہیں اور مجھے بھی یہ قول صحیح اور قوی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اولی یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں سونے کو معیار نصاب بنانے پر اقتصار کیا جائے اگرچہ چاندی کے نصاب میں فقراء اور مستحقین کا فائدہ ہے لیکن وہ اموال کے مالکین کیلئے ضرر رساں ہے۔

(۳) اسی طرح علماء عرب کی ایک بڑی جماعت کا فیصلہ ہے کہ موجودہ دور میں چاندی کی بجائے سونے کے نصاب کو کرنسی اور اموال تجارت کے لئے معیار نصاب ہے

قد قرر موتمر علمأ المسلمین الثانی و موتمر البحوث الاسلامیة الثانی عام ۱۳۸۵/۱۹٦۵ فی شان الزکاة .... و ان یکون تقویم نصاب الزکاة فی نقود التعامل المدنیة و الاوراق النقدیة و عروض التجارة على اساس قیمتها ذهبا. تعلیق الدکتور مصطفی کما و صفی عل اشرف الصغیر ۱/٥۸٦ بحو اله جدید فقهی مباحث ۷/۸۱۰

موتمر علمأ المسلمین اور موتمر مجوث اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ موجودہ کرنسی اور دیگر معدنیات اموال تجارت

کا نصاب زکوۃ سونے کی قیمت پر قرار دیا جائے۔

(۴) مشہور و معروف عالم دین ڈاکٹر علی جمعۃ استاذ بالجامعۃ الازہر الشریف فرماتے ہیں:

والرأی فی ذالک عندی ان اللہ قد خلق فی الذھب خصائص ثمن لاتوجد فی غیرہ وانہ ثابت النسبۃ بینہ و بین باقی السلع و العروض غالباً الی یومنا ھذا وان اللہ قد بدابہ فی کتابہ فھو یصلح دائما معیار للتقویم (جدید فقہی مباحث ۷/۶۷۵-۶۷۶)

اس بارے میں میری یہ رائے ہے کہ اللہ تعالی نے سونے کو پیدا کیا ہے اور اس میں وہ خصائص رکھے ہیں جو دوسری دھاتوں میں نہیں پائے جاتے اور آج تک سونے اور دیگر معدنیات اور عروض تجارت کے درمیان نسبت ثالث ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں سونے سے شروع کیا ہے لہذا اس مصلحت کی بناء پر اسکو دائماً معیار نصاب قرار دیا جائے۔

(۵) شیخ ابوزھرہ شیخ خلاف اور شیخ حسن کی آرأ:

ویذھب علمأ آخرون الی ان تقدیر النصاب یجب ان یکون الذھب......... وھذا ما اختارہ الاساتذہ' ابوھرہ و خلاف و حسن فی بحثھم عن الزکاۃ۔ (فقہ الزکاۃ ۱/۲۶۴) ترجمہ: دوسرے علمأ کی رائے یہ ہے کہ سونے کو معیار نصاب قرار دیا جائے اسی کو امام ابوزھرہ خلاف' حسن وغیرہ محققین نے اختیار کیا ہے۔

(۶) شیخ الازہر شیخ جاء الحق علی جادالحق کی رائے گرامی:

النصاب الشرعی للمال النقدی الذی تجب فیہ الزکوۃ بعد استفاء باقی الشروط ھو ما تقابل قیمتہ بالنقود الحالیۃ قیمۃ (۸۵) جراماً من الذھب (الازھر من فتاوی فضیلۃ آلامام ص ٦٧)

مال شرعی نصاب وہ ہے جس میں دیگر شرائط پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوتی ہے ایک شرط یہ بھی ہے کہ موجودہ کرنسی کی قیمت ۸۵ گرام سونے کے برابر ہو جائے۔

(۷) مولانا محمد شعیب مفتاحی کی رائے گرامی:

اس لئے مناسب یہی ہے کہ نصاب زکوۃ کے لئے سونے کو اصل قرار دیا جائے اس میں اگرچہ پہلے قول کے برعکس فقرأ اور مستحقین کے حق میں نسبتاً فائدہ کم ہے مگر امت مسلمہ کے عام افراد جن کے ذمہ زکوۃ ہے ان کے حق میں سہولت ہے اس کے علاوہ موجودہ دور میں چاندی کے نصاب کے اعتبار سے بہت ہی کم مقدار مال پر زکوۃ عائد ہوگی۔ جو اسلامی عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ (جدید فقہی مباحث ۷/۶۵۶)

(۸) ڈاکٹر حمید اللہؒ کی رائے:

مشہور و معروف علمی شخصیت علامہ ڈاکٹر حمید اللہؒ (فرانس) جن کی علوم دینیہ پر گہری نظر ہے ان سے بہاولپور میں ایک خطبہ کے دوران سوال کیا گیا کہ کتنی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی تو اس کے جواب میں آپؒ نے فرمایا کہ اس کے متعلق اولاً یہ سوچنا چاہیے کہ عہد نبوی ﷺ میں درھم کی قوت خرید کیا تھی یعنی ایک درھم سے کتنا کام ہو سکتا تھا، پھر اس کی اساس پر ہم اب یہ دیکھیں کہ آج وہ غرض کتنے روپوں میں پوری ہوتی ہے سیرت کی کتابوں میں ذکر آتا ہے کہ آٹھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ کی فتح کے بعد وہاں حضرت عتاب بن اسیدؓ کو گورنر مقرر کیا اور انکی تیس درھم ماہانہ تنخواہ مقرر کی، اس تنخواہ میں گورنر اس کی بیوی اور اس کے بچے اس کے گھر کے ملازم اور غلام وغیرہ سب گزارہ کرتے تھے میری رائے میں اس پہلو پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ تا کہ ۲۰۰ درھم کی جگہ آسانی کے ساتھ ایسی شرح مقرر کی جاسکے جو سامان کی گرانی کے باعث ہمیں مناسب نظر آئے۔ فرض کیجئے کہ ایک درھم کو ایک روپے کے برابر تصور کرلوں تو آج کل کی گرانی میں ۲۰۰ درھم انہی حقیر رقم ہے۔ کہ وہ ہمارے ہاں کے چپڑاسی کو بھی ماہانہ تنخواہ دی جائے تو وہ بھی قبول نہیں کرتا (خطبات بہاولپور ص ۳۹۲، ۳۹۳)

(۹) پروفیسر محفوظ احمد صاحب:

اس زری پالیسی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مروجہ کرنسی متناسب محفوظ سرمایہ جو کہ سونا ہوتا ہے کی بنیاد پر جاری کیا جاتا ہے لہذا کرنسی چاندی کی بجائے سونے کو قائم مقام سمجھا جائے۔ لہذا ادائیگی زکوۃ کے وقت اس نصاب سونے کی قیمت ہی کے حساب سے مقرر کیا جائے نہ کہ چاندی کی قیمت کے حساب سے۔ (منہاج ص ۱۰۰ شمارہ اپریل تا جون ۱۹۹۶) اور آگے لکھتے ہیں کہ ان تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کرنسی نوٹوں پر زکوۃ کا نصاب طے کرنے کیلئے چاندی کے نصاب کی بجائے سونے کے نصاب کو معیار بنانا شریعت کی روح زکوۃ کے زیادہ قریب ہے۔ (منہاج ص ۱۰۵ ۱۹۹۶ اپریل تا جون)

اس کے علاوہ بھی امت کے دوسرے مستند علماً و مفتیان موجودہ حالات کو دیکھ کر یہی رائے رکھتے ہیں۔

حالات کے مطابق احکام کی تبدیلی:

موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق معیار نصاب کو تبدیل کرنا کوئی انوکھی بات نہیں ہوگی اسلئے کہ اسلامی احکامات کا حالات سے بہت گہرا تعلق ہے، زمانہ اور حالات کی تبدیلی سے احکام میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ مثلاً شراب کی حرمت کے بارے میں حالات کی مناسبت سے احکام نازل ہوئے تھے اگر حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھے بغیر دفعتہً واحدۃً حرمت نازل ہوتی تو صحابہ کرام میں بجائے حکم کی تعمیل کے نافرمانی کا شدید خطرہ تھا۔ اس بات کا اقرار حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ خود کرتی ہیں۔

انما نزل اول ما نزل سورة من الفصل فيها ذكر الجنة والنار حتى اذا تاب الناس الى الاسلام نزل الحلال والحرام ولو نزل اول ما نزل لاتشربوا الخمر لقالوا لاندع الخمر ابداً ولو نزل لا تزنوا لقالوا لاندع الزنا ابداً۔ (شاطبی بحوالہ احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت ص ۲۶)

ترجمہ: قرآن کریم مفصلات سورتوں میں پہلے وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت ودوزخ کا ذکر تھا پھر مسلمانوں میں ایمان راسخ ہوا اور اسلام کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام کے احکامات نازل فرمائے۔ اگر پہلے یہ نازل ہوتا کہ تم شراب مت پیو، تو لوگ ضرور کہہ دیتے کہ ہم شراب کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے اور اگر یہ نازل ہوتا کہ زنا مت کرو تو لوگ ضرور کہتے کہ ہم کبھی بھی زنا نہیں چھوڑ سکتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ احکام اسلام مصلحت وحالات کے مطابق نازل ہوئے ہیں۔ قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں:

وذلک لان الاحکام شرعت والايات نزلت لمصالح العباد وتكميل نفوسهم فضلا من الله ورحمة وذلک يختلف باختلاف الامصار والاشخاص كاسباب المعاش فان النافع في عصر واحد يضر في اخير۔ (بیضاوی ص ۹۸)

ترجمہ: اور نسخ کا جواز اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے نفوس کی تکمیل کے لئے اپنے فضل وکرم سے بندوں کے مصالح کیمطابق آیات نازل فرمائیں اور اسلامی احکامات کا حکم دیا اور یہ امور زمانے اور حالات واشخاص کی وجہ سے مختلف ہوئے جیسے معاش کے اسباب کہ وہ ایک وقت میں نفع بخش ہوتے ہیں اور دوسرے میں ضرر رساں ہوتے ہیں

اگر یہ اختلاف نہ ہوتا تو پھر احکام میں نسخ' تقید واطلاق نہ ہوتا' حالانکہ جب ہم قرآن وسنت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ چیزیں سامنے نظر آتی ہیں۔ علامہ آمدی فرماتے ہیں:

ولا اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لما كان كذلک ومع جواز اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لايكون النسخ ممتنعاً (احکام الاحکام ۳/۱۲۶)

ترجمہ: اگر مصالح کا اختلاف زمانے کے اختلاف سے مختلف نہ ہوتا تو احکامات بھی جوں کے توں ہوتے اور جب مصالح کا اختلاف زمانے کے اختلاف کے ساتھ واضح ہوا تو احکام کا نسخ ممتنع نہ ہوتا۔

معلوم ہوا کہ احکامات میں زمانے کے حالات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ عبدالرحمان الجزائریؒ فقہا کرام کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان الله انزل من الاحکام مايصلح لكل زمان ومكان فمنها مانص عليه نصا صريحا ومنها قواعد عامة تمكن تطبيقها حسب ظروف الناس واحوالهم وبيئاتهم (کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ/۱۷ امۃ، مہ ثانیہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے وہ احکامات نازل کئے جنمیں ہر زمان اور ہر مکان کی صلاحیت موجود ہے انمیں بعض وہ ہیں جس پر نص صریح نازل ہوئی اور بعض عام قائدے کی شکل میں ہیں جنکی وجہ سے لوگوں کے احوال' ماحول اور انکے ظروف میں تطبیق ممکن ہے

سلئے جب حالات بدل جائیں اور وہ اجتہادی حکم ان حالات کے موافق نہ رہے بلکہ اس سے بجائے نفع کے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو تو اس وقت اس حکم کے بارے میں نئے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ لوگ فتنہ وفساد میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

علامہ تقی امینی الموافقات کے حوالہ سے لکھتے ہیں: فلا بدمن حدوث وقائع لاتکون منصوصا علی حکمها و لایوجد للاولین فیها اجتهاد و عند ذلک فاما ان یترک الناس فیها مع اهوائهم او ینظر فیها بغیر اجتهاد شرعی وهو ایضاً اتباع و ذلک قلة فساد۔ (احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت، ص ۳۳)

ترجمہ: یہ بات ضروری ہے کہ ایسی نئی نئی صورتیں پیش آئیں جن کا حکم صراحۃً موجود ہو اور نہ پہلے لوگوں نے اجتہاد کیا ہو ایسی حالت میں اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ من مانی کریں یا اجتہاد شرعی کے بجائے محض اٹکل کے تیر چلائیں تو یہ سب فساد اور ہلاکت ہے اسی طرح آخرت کے مصالح بھی دنیاوی مصالح کو پورا کئے ہیں بغیر تمام نہیں ہو سکتے۔ اگر حالات کو خاص اہمیت نہ دی جائے تو احکام شرع کی بقا کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

واعلم ان مصالح الاخرة لاتتم الابمعظم مصالح الدنیا کالماکل و المشارب و المناکح و کثیر من المنافح......... و اما الاموال فحق الله فیها تابع لحقوق العباد۔

(قواعد الاحکام ص ۴۷ بحوالہ احکام شرعیہ میں زمان وحالات کی رعایت ص ۴۱)

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ آخرت کے مصالح دنیا کے اہم مصالح کا لحاظ رکھئے بغیر پورے نہیں ہو سکتے جیسے کھانا پینا اور شادی وغیرہ کے علاوہ بہت سارے منافع کا حصول اور آگے لکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اموال میں بھی اللہ تعالیٰ کا حق بندوں کے حقوق کے تابع ہے۔ حالات کی تبدیلی اور مہنگائی کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے اس نصاب دیت میں تبدیلی فرمائی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلا آ رہا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا: عن عمرو بن شعیب رسول الله ﷺ قال کانت قیمة الدیة علی عهد رسول الله ﷺ ثمانمائة دینار اور ثمانیة الاف درهم و دیة اهل الکتاب یومئذ النصف من دیة المسلمین قال فکان ذلک کذلک حتی استخلف عمر فقام خطیبا فقال الاان الابل قد غلت قال ففرضها عمر علی اهل الذهب الف دینار و علی اهل الورق اثنی عشر الف

درھم (سنن ابی داؤد ۲/ ۲۶۹)

حضرت عمر بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دیت ۸۰۰/- دینار اور ۸۰۰۰/- ہزار درھم ہوا کرتی تھی جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو آپؓ نے اپنے دور میں ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ اونٹوں کی قیمت بھر چکی ہے اس لئے آپؓ نے سونے کے مالکان پر ایک ہزار دینار اور چاندی کے مالکان پر ۱۲ ہزار دراہم مقرر کیئے۔

حضرت عمرؓ کے اس اعلان سے صاف واضح ہوا کہ مہنگائی اور تغیر حالات کے پیش نظر انصبہ میں تبدیلی کرنی چاہیے بشرطیکہ کوئی حکم شرعی قطعی طور پر اس پامال نہیں ہوتا ہو۔ اسلئے اس دوز میں بھی لوگوں کے احوال اور زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جو ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم موجودہ دور میں چاندی کے نصاب کو معیار بنانے کے بجائے سونے کے نصاب کو معیار بنائیں ورنہ بصورت دیگر بہت سارے مضرات کا سامنا کرنا پڑے گا جو فتنہ و فساد اور دین سے دوری کا سبب بھی بن سکتا ہے کہ لوگ اپنے اخراجات اور مہنگائی کو دیکھ کر زکوٰۃ دینا چھوڑ دیں گے جس کی وجہ سے وہ ایک فریضہ کے تارک اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو جائینگے

انفع للفقراء کا جواب اموال تجارت اور موجودہ کرنسی کا نصاب جو چاندی کے نصاب کا تابع منایا جاتا ہے تو اس کے لئے بنیادی دلیل فقہاء کرام کا یہ قول ہے کہ جو نصاب فقراء کے لئے زیادہ فائدہ مند ہو اس کے مطابق دیگر اموال تجارت کی قیمت اسی قول کی وجہ سے چاندی کو ترجیح دی گئی ہے مگر اس پر جب غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی نص نہیں بلکہ احوال الناس پر مبنی ترجیح تھی اس وقت فقرأ کا فائدہ چاندی کے نصاب میں تھا لیکن آج کل سونے میں ہے اور اس ترجیح پر عمل ضرر سے خالی بھی نہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ ۱۰۰ میں ۹۸ فیصد لوگوں کے پاس ایک تولہ سونا یا حوائج اصلیہ سے زائد سامان موجودہ ہیں اور یہ بھی مسلم ہے کہ ۱۰۰ فیصد لوگوں کے پاس کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ہوتے ہیں تو جب سونے کے زیور کی قیمت لگائی جائے اور اس نقدی کو ساتھ جمع کیا جائے تو یہ شخص غنی بن جائے گا جس کو زکوٰۃ لینا اور دینا دونوں جائز نہیں حالانکہ وہ شخص بیماری یا دیگر حوائج کے لئے پیسوں کا محتاج ہوتا ہے بخلاف سونے کے نصاب کے کسی صورت میں اس یک جملہ مالیت نصاب تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے نصاب کے ہوتے ہوئے اس محتاج کو زکوٰۃ دینا اس کا زکوٰۃ قبول کرنا دونوں جائز ہے۔

اسی طرح انفع للفقراء کے قول کی رعایت کی بناء پر چاندی کے نصاب کو ترجیح اس وقت یقیناً نہایت معقول ومناسب تھی جب کہ دونوں نصابوں کی قدر مین بہت نمایاں فرق نہ تھا اور دونوں نصابوں میں سے ہر ایک میں عملاً انفع للفقراء بن سکنے کا امکان تھا' لیکن موجودہ دور میں صرف انفع للفقرء کی بنیاد پر ترجیح دینے کا واضح مطلب متعین طور پر چاندی کے نصاب کو ترجیح دینا ہوگا اور انفع للفقرء کی ایسی رعایت جس کے نتیجے میں سونے کا نصاب بالکلیہ متروک ومھجور ہو جائے میرے خیال میں مناسب و برمحل نہیں بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نصاب اس وقت معیار رہو گا جب

اس میں دوسری جانب ضرر نہ ہو اسلئے کہ لاضرر و لاضرار فی الاسلام کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق میں کسی کو ضرر دینا جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عامل کو منع فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کے اموال سے عمدہ اور بہترین مال زکوۃ میں وصول نہ کرے۔اور نہ ردی مال لے بلکہ متوسط مال وصول کرتا رہے۔تاکہ نہ فقیر کو ضرر ہو اور نہ مالک یعنی مذکی کو جبکہ چاندی کی نصاب میں تقریباً صاحب مال کو ضرر ہے اس لئے کہ جب اس کی مالیت اتنی ہو تو اسپر قربانی لازم ہے حالانکہ وہ دیگر حوائج کو پورا کرنے کے لئے اس رقم کا زیادہ محتاج ہے اور جب وہ زکوۃ یا قربانی ادا کرے کہ اس کی ضروری حاجات رہ جائیں گے اور بسا اوقات وہ قرض کے نیتجے دب جاتا ہے جو عمری کوفت کا باعث بن جاتا ہے اس لئے موجودہ دور میں انفع للفقوء یہ ہے کہ سونے کو معیار نصاب قرار دیا جائے۔

قلت: اس پوری تفصیل سے یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فریضہ زکوۃ کو امراء پر فرض کیا ہے غریب لوگ اس فریضہ کی ادائیگی سے مستثنٰی ہیں اب اگر ہم آج کل کے حساب کے مطابق غور وفکر کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ چاندی کے نصاب کی مالیت کے مالک کو معاشرے میں امیر نہیں کہا جاتا بلکہ اس کو غرباً اور نادار لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے لہذا اگر ہم اس قسم کے لوگوں پر وجوب زکوۃ لاگو کریں تو یہ فلسفہ زکوۃ کے خلاف ہوگا اور جس طرح شریعت موسوی یا عیسوی میں نظام زکوۃ کے لزوم میں امیر و غریب کی کوئی تفریق نہ تھی اسی طرح یہاں بھی وہی ہوگا اور جو اسلام کی امتیازی شان کے خلاف ہے اور ساتھ لوگ بڑے کرب و تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے کہ

۱۔ کرنسی نوٹوں کے اجراء کی بنیاد سونا ہوتی ہے۔

۲۔ عصر حاضر میں چاندی کے نصاب کی مالیت کی رقم کا مالک غنی نہیں کہلاتا جبکہ سونے کے نصاب کی رقم کا مالک غنی کہلا سکتا ہے۔

۳۔ دیگر نصابات چاندی کی مالیت کی بجائے سونے کی مالیت کے زیادہ قریب ہیں۔

۴۔ سابقہ شرائع کے پس منظر میں سونا اصل معیار ہے جبکہ چاندی اور دیگر نصابات انہی کے مطابق مقرر کئے گئے۔ البتہ چاندی بلحاظ جنس چاندی کا نصاب وہی رہے گا جو حضور اکرم ﷺ نے مقرر فرمایا جبکہ دیگر وہ مالیاتی اشیاء جن کا نصاب شارع علیہ السلام نے مقرر نہیں فرمایا لیکن وہ مال کے ضمن میں آتی ہیں ان کی زکوۃ کا نصاب طے کرتے وقت چاندی کے بجائے سونے کو مقرر کرنا اقرب الی الصواب ہے۔ لہذا اہل علم حضرات کو چاہیے کہ وہ اس مسئلہ پر غور وفکر فرمائیں تاکہ فقراء اور امراء دونوں اس دلدل سے نکل جائیں اور فلسفہ نصاب اور فلسفہ زکوۃ دونوں پر عمل ہو میری ناقص رائے میں ان سب باتوں کا لحاظ صرف اسی میں ہے کہ سونے کا نصاب ہر اس مال کے لئے معیار نصاب مقرر کرنا مناسب ہے جن کے نصاب کو شریعت مقدسہ نے منصوصاً مقرر نہیں کئے ہیں جیسے موجودہ کرنسی، اموال تجارت وغیرہ۔